شرح موطا

ساجد حمید

جامع الوقوت

اوقات کے عام مسائل

[۲۱] حدثنی یحییٰ عن مالك عن نافع عن عبد اللّٰہ بن عمر : ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: اَلَّذِیْ تَفُوْتُہٗ صَلَاۃُ الْعَصْرِ کَأَنَّمَا وُتِرَ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی عصر چھوٹ گئی، تو گویا اس سے اس کے اہل وعیال اور مال و دولت چھین لیے گئے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شرح

مفہوم و مدعا

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز عصر کا ضائع ہونا ایک مسلمان کے لیے ایسا ہے گویا کہ اس کا سب کچھ لٹ گیا ہو اور اس کے بیوی بچے بھی اس سے چھین لیے گئے ہوں۔ یہ نماز کے چھوٹ جانے پر ہونے والے زیاں کا بیان ہے۔

نماز عصر کی اہمیت بعض اور پہلوؤں سے بھی بیان ہو سکتی ہے، لیکن آپ نے اسے مال و دولت اور اہل و عیال کے

ساتھ خاص کیا ہے۔اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جس چیز کی محبت آدمی کو زیادہ ہوتی ہے، وہ اس کا مال اور آل اولاد ہی ہے۔اسی وجہ سے اس نقصان کو سامنے رکھا گیا ہے، تاکہ بات سمجھنے میں آسان اور ترغیب میں موثر ہو جائے۔

دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی معاشرت میں بازار سر شام بند ہو جاتے تھے۔لوگ بالعموم مغرب کے وقت اپنے گھروں میں ہوتے تھے۔اس لیے عصر اور اس کے بعد کا وقت بازار کے خاتمہ کے قریب ہونے کی وجہ سے مصروفیت کا وقت بن جاتا تھا۔اس میں دکان سے اٹھ کر نماز کے لیے جانا گاہکوں سے محروم ہونے کے مترادف تھا۔شاید اس پہلو سے آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جو اس مال کے لیے اور بچوں کے لیے کمانے کی وجہ سے عصر چھوڑ کر بیٹھا رہے گا، اس کو یہ احساس رہنا چاہیے کہ اس کی عصر کیا چھوٹی ہے، سب کچھ ہی لٹ گیا ہے۔

اس مضمون کی تین تعبیریں ممکن ہیں ایک یہ کہ عصر کی نماز جیسا کہ ہم نے ذکر کیا چونکہ مصروفیت میں آتی تھی، اس وجہ سے یہ صلوٰۃ وسطیٰ کہلائی اور اسی وجہ سے اس کی اہمیت بڑھ گئی۔ یہ اہمیت سلبی پہلو سے ہے۔یعنی اس پہلو سے کہ آدمی کی نماز ضائع نہ ہو جائے۔اس لیے کہ قرآن مجید میں یہ فرمایا گیا ہے:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسطىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ.	''نمازوں کی حفاظت کرو، اور نماز وسطیٰ کی، اور اللہ کے حضور میں فرماں برداری سے کھڑے رہو۔''

(البقرہ ۲: ۲۳۸)

یعنی جس طرح کے وقت میں یہ نماز آتی ہے، اس میں اس کے چھوٹ جانے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔اس لیے اس نماز کے بارے میں زیادہ ہشیار اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔یہی معاملہ ہر اس نماز کا ہے، جو مصروفیات یا اہم مشاغل کے درمیان میں آجائے۔

اس روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اہمیت کو بیان کیا ہے۔اس صورت میں یہ روایت سزا یا گناہ کی مقدار کا تعین نہیں کرے گی، بلکہ یہ محض جرم کی سنگینی کا بیان ہو گا۔یعنی ایک آدمی جو اپنی عصر ضائع کر بیٹھا، اس نے گویا اپنا سب کچھ ضائع کر دیا۔اس میں متکلم کا منشا محض احساس شدت کو پیدا کرنا ٹھہرے گا نہ کہ مقدار سزا کا تعین۔ اس لیے کہ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ آدمی ہر نماز پڑھتا ہو، اور اس کی صرف ایک عصر چھٹ جائے تو اسے سب کچھ سے محروم کر دیا جائے۔البتہ یہ بات ہوسکتی تھی کہ کسی نے زندگی بھر عصر چھوڑی ہو تو تب یہ سزا ہوسکتی تھی۔لیکن اس صورت میں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک نمازی مسلمان کی عصر کی نماز سے کوئی دشمنی ہو اور ہمیشہ عصر ہی کو چھوڑ دیتا ہو۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

دوسرے یہ کہ آپ نے یہ بات کسی خاص پس منظر میں فرمائی ہو: مثلاً اس شخص کے بارے میں جو ساری نمازیں منافقت سے پڑھتا رہے، اور عصر کے وقت دکان داری کے نقصان کے پیش نظر اس کی منافقت اسے عصر ضائع کرنے پر مجبور کر دیتی ہو، تو ایسے شخص کے بارے میں بلاشبہ یہ وعید ہو سکتی ہے۔

تیسرے یہ کہ کسی وجہ سے کسی کی عصر چھوٹ گئی ہو اور اس نے آپ سے سوال کیا ہو تو آپ نے بات کو عصر کے پہلو ہی سے بیان کر دیا ہو۔ لیکن یہ وعید اصلاً تارک نماز کی ہو نہ کہ تارک عصر کی۔ علامہ ابن عبد البر نے ''التمہید'' میں یہ رائے اختیار کی ہے:

و قد يحتمل أن يكون هذا الحديث خرج على جواب السائل عمن تفوته صلاة العصر، فلا يكون غيرها بخلاف حكمها في ذلك. و يحتمل أن يكون خصت بالذكر، لأن الاثم في تضييعها أعظم. و التاويل الاول أولى. (۱۴:۱۲۲)

''اس بات کا پورا امکان ہے کہ عصر کے بارے میں یہ بات کسی سائل کے جواب میں کہی گئی ہو، جس نے عصر ضائع کر بیٹھنے والے کے بارے میں سوال کیا ہو۔ اس صورت میں باقی نمازیں اس حکم سے نہیں نکلیں گی۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ خاص عصر ہی کا ذکر کیا گیا ہو کہ اس کے ضائع کرنے کا گناہ سب سے زیادہ ہو۔ لیکن پہلی تاویل ہی زیادہ بہتر ہے۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

شارحین و فقہا کے ہاں نماز کے ضائع ہونے کے معنی میں اختلاف ہے اور ضائع کرنے کی کیفیت میں بھی۔ مختلف فقہا اور شارحین نے ضائع ہونے کا مطلب افضل وقت کا نکل جانا، جماعت کا فوت ہو جانا، یا قضا ہو جانا لیا ہے۔ اسی طرح یہ اختلاف بھی ہے کہ ضائع کرنے والے نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی یا غلطی سے نکل گئی۔

ان باتوں کا فیصلہ کرنے کے لیے ہمارے پاس متن میں قرائن موجود نہیں ہیں۔ البتہ دوسرے طرق سے کچھ چیزیں معلوم ہوتی ہیں، جن کو ہم دیگر طرق کے تحت دیکھیں گے۔ یہاں اتنی بات جان لینی چاہیے کہ زیادہ تر طرق سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس سے مراد نماز کا قضا ہونا ہی ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہاں عمداً نماز ترک کرنا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا۔ اس لیے کہ بھول چوک سے نماز رہ جانے میں کوئی سزا نہیں ہے، (البقرہ ۲: ۲۸۶) بشرطیکہ آدمی یاد آتے ہی نماز ادا کر لے۔

لغوی مسائل

یہ روایت تشبیہ کے اسلوب میں ہے، اس کے معنی وعید کے بھی ہو سکتے ہیں، اور محض جرم کی سنگینی کا احساس دلانے

کے بھی۔ ہمارے خیال میں شعور واحساس کو بیدار کرنے ہی کے لیے یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

اگرچہ عام طور سے یہ تاویل کی گئی ہے کہ 'وتر اهله و ماله'، میں 'وتر' کا نائب فاعل وہ شخص ہے، جس کی نماز جاتی رہی۔ 'اهله و ماله' مفعول ثانی ہیں، اس لیے منصوب ہیں۔ 'وتر' کا فعل دو مفعول بھی لے لیتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے: 'ولن یترکم اعملکم' (محمد ۴۷: ۳۵) اور وہ تمھارے اعمال میں کمی نہیں کرے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ سے اس کی نحوی تحلیل مختلف کتابوں میں نقل ہوئی ہے، جیسے مسلم کی شرح نووی میں ہے یا زرقانی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے (۱: ۲۹)۔ انھوں نے 'اهله' اور 'ماله' کو مرفوع لیا ہے۔ جس کا مقدر انھوں نے یوں کھولا ہے: 'نُزِع اهلُه و مالُه منه'، یعنی اس سے اس کا مال واولاد چھین لیے گئے۔ اس لیے ہم نے اوپر متن حدیث کے اعراب امام مالک ہی کی ترجیح پر لگائے ہیں۔ البتہ جمہور کی رائے اس میں بہتر اور واضح ہے۔ لیکن معنی میں دونوں سے ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے۔

'وَتَر رجلا' کے معنی ہوں گے، اس نے آدمی کو اکیلا و تنہا کر دیا۔ اس کے بہت سے معنی بتائے گئے ہیں۔ ہمارے خیال میں نماز کے چھوٹ جانے سے آدمی نماز سے محروم رہا ہے، اس لیے محرومی کی نوعیت کی بات ہی آگے بیان ہونی چاہیے۔ یعنی عصر چھوٹنا اتنا بڑا نقصان ہے، جتنا آدمی کا سب کچھ چھن جائے اور وہ اکیلا اور کنگال ہو کر رہ جائے۔

عصر کے نقصان کو مال واولاد کے چھننے کے برابر قرار دینا تلازمہ کے طور پر ہوا ہے۔ یعنی جس مال واولاد کے لیے وہ دکان پر بیٹھا تھا، اسی کی رعایت سے یہ بات کہہ دی گئی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ یہ موازنہ اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ عصر کا یہ چھوٹ جانا مادی منفعت ہی کی وجہ سے ہوا تھا، اس لیے اسی نقصان کو ایک طرح سے معنوی مجانست کے اصول پر بیان کیا گیا ہے۔

درایت

قرآن وسنت سے تعلق

قرآن مجید میں بیان صلوٰۃ وسطی کا ایک اطلاق نماز عصر پر کیا گیا ہے۔ اس روایت میں اسی نماز کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

قرآن مجید سے دوزخ میں جانے والوں کے بارے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل وعیال سے محروم ہوں گے۔ جبکہ اصحاب جنت اپنے اہل خانہ کے پاس شاداں وفرحاں جائیں گے اور اپنا نامۂ اعمال انھیں بصد مسرت دکھائیں گے (الحاقہ ۶۹: ۱۹)۔ لیکن یہ واضح ہے کہ محض ایک عصر چھوٹ جانے سے یہ سزا ملنے والی نہیں، بلکہ یہ اس منافقانہ نماز کی سزا ہو سکتی ہے، جس کے ساتھ انسان کی پوری زندگی گزری ہو۔

دیگر متون

عن بريدة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم :من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله. (بخاری، رقم ۵۲۸)

''حضرت بریدہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عمداً عصر کی نماز ترک کی، اس کے عمل ضائع گئے۔''

عن بن عمر قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول : من ترك العصر متعمدا حتى تغرب الشمس فكانما وتر اهله وماله.

(مسند احمد، رقم ۴۸۰۵)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس نے عصر کی نماز کو جان بوجھ کر چھوڑے رکھا حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا، تو اس کا ایسا نقصان ہوا جیسا کہ اس کے اہل وعیال اور مال و منال کو اس سے چھین لیا گیا ہو۔''

أن نوفل بن معاوية قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: من الصلوٰت صلاة، من فاتته فكانما وتر اهله وماله قال بن عمر سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول هي صلاة العصر.

(نسائی، رقم ۴۷۹)

''نوفل بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نمازوں میں سے ایک نماز ہے کہ جس نے اسے ضائع کر دیا، تو یوں سمجھو اس نے اپنے مال اور اہل وعیال کو کھو دیا۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے سنا کہ یہ نماز، نماز عصر ہے۔''

ان تمام متون میں یہ بات واضح ہے کہ زیر بحث روایت میں نماز کو جان بوجھ کر چھوڑنا پیش نظر ہے اور یہ کہ اس میں نماز ضائع ہونے سے نماز قضا ہونا مراد ہے۔

ایک روایت اس مضمون کی ہے جس میں نماز عصر کو فجر کی طرح مشہود قرار دیا گیا ہے:

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عن ابی هريرة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار، ويجتمعون فی صلاة الفجر، وصلاة العصر ثم يعرج الذين باتوا فيكم فيسألهم، وهو أعلم بهم، كيف تركتم عبادی؟ فيقولون: تركناهم وهم يصلون واتيناهم وهم يصلون.

(بخاری، رقم ۵۳۰)

''ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے باری باری صبح اور شام کے وقت تمھارے بیچ میں اترتے ہیں۔اور ان دونوں وقتوں میں اترنے والے فرشتے فجر اور عصر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو رات تمھارے بیچ میں رہے تھے، وہ اللہ کی طرف صعود کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتے ہیں: میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ بولیں گے جب ہم نے انھیں چھوڑا تو وہ نماز میں تھے، اور جب ہم ان کے پاس گئے تو اس وقت بھی وہ نماز میں تھے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

احادیث باب پر نظر

اس روایت کے الفاظ سے بظاہر عصر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔عصر کی اہمیت احادیث میں دو پہلوؤں سے بیان ہوئی ہے۔ایک یہ کہ اسے 'صلوٰۃ وسطیٰ' قرار دیا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ اوپر بیان کردہ احادیث میں اس کے تارک کو دو طرح کی وعید سنائی گئی ہے: ایک حبط اعمال کی اور دوسرے سب کچھ لٹ جانے جیسے نقصان کی۔

'صلوٰۃ وسطیٰ' کے موضوع کے تحت ہم ان شاءاللہ موطا کے باب 'الصلوٰۃ الوسطی' ہی میں بحث کریں گے۔البتہ دوسری اہمیت جو یہاں بتائی گئی ہے، اسے صرف عصر کی اہمیت قرار نہیں دینا چاہیے، وہ اصلاً جانتے بوجھتے نماز چھوڑنے پر وعید ہے، عصر یہاں ایک خاص محل میں مذکور ہے۔ یہ بات احساس زیاں کی بیداری کے لیے ہے کہ عصر کا چھٹ جانا ایک نہایت نقصان دہ عمل ہے۔

روایت

یہ روایت موطا کے ساتھ ساتھ مسلم، بخاری اور صحاح ستہ کی دوسری کتب میں بھی آئی ہے۔ بخاری نے یہی روایت امام مالک کے حوالے سے ہی اپنی کتاب ''صحیح بخاری'' میں رقم ۵۲۷ کے تحت درج کی ہے۔امام مالک سے آگے اس کی سند بھی یہی ہے۔یعنی: 'مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضی الله عنهما'۔

یہ روایت اسی طرح کی تبدیلیوں سے گزر کر ہم تک پہنچی ہے جس طرح کی تبدیلیاں پیچھے 'متلفات بمروطھن' (رقم ۴) والی روایت میں ہم نے دیکھیں کہ کس طرح 'مھاجرات، نساء النبی' اور 'نساء المؤمنین' کے الفاظ نے ایک دوسرے کی جگہ لے کر بات کو ایک پہلو سے کس قدر الجھا دیا تھا۔ٹھیک ایسا ہی معاملہ اس روایت میں ہوا ہے کہ ایک خاص محل کی روایت تھی جسے راویوں نے بالمعنٰی روایت کرتے ہوئے ایک عمومی اصول کی صورت دے دی ہے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com